رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ثنائی نمبر

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ۔

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

ہفت روزہ خبار

قیمت فی پرچہ ۱ر

سرپرستان ۔ معاونین ۔ طلباء ۔ عام ۔ بیرونجات

عشہ / ۲ / ۳ / ۴ / ۵ / ۶ / ۸

اخبار سے باہر چھپ کر آتا ہے

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء | نمبر ۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعزیت کا تار

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کراچی سے مندرجہ ذیل تار میری اہلیہ مرحومہ کی تعزیت کا ارسال فرما کر میری عزت افزائی اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ۔

سولجر بازار کراچی ۱۲ بجکر ۱۱ منٹ ۲۶ مئی ۳۷ء

میر قاسم علی صاحب

آپکی اہلیہ صاحبہ کی وفات کی خبر معلوم ہونے پر بہت افسوس ہوا ۔ خدا انکی روح پر رحمتیں نازل کرے ۔ آمین ۔

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)

بینکوں کا سود

چونکہ بعض احباب اپنا روپیہ ڈاک خانہ کے سیونگ بنک اور دیگر بینکوں میں جمع کراتے ہیں ۔ اور ایسا کرنے کے عوض ان کو بنکوں سے سود دیا جاتا ہے ۔ لہذا اطلاع عام کیلئے شائع کیا جاتا ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتوے کے مطابق احمدی احباب کیلئے ایسے سود کو اپنی ذات پر خرچ کرنا یا اپنے اعزاء و اقارب کو یا رشتہ داروں ۔ ہمسایوں یا مسکینوں کو دینا جائز نہیں ہے ۔ بلکہ بالکل حرام ہے ۔ البتہ ایسا روپیہ اشاعتِ دین اسلام کی مد میں خرچ کیا جا سکتا ہے ۔ ملاحظہ ہو فتاوٰی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از صفحہ ۱۸۶ تا صفحہ ۱۹۰ ۔ لہذا احباب کو چاہیئے ۔ کہ اس قسم کے سود کو اشاعتِ اسلام پر خرچ کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بھیجا کریں ۔ تمام عہدہ داران جماعت کو چاہیئے کہ اس فتوٰی کو نوٹ کر لیں ۔ اور احباب جماعت کو اسکی طرف توجہ دلاتے رہا کریں ۔ والسلام

فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہ! میری اہلیہ مرحومہ

آج میں اسی قلم سے جس سے گذشتہ اشاعت فاروق میں اپنی اہلیہ کی ترقی صحت کی خبر لکھکر احباب سے صحت کامل کیلئے دعا کی درخواست لکھ چکا ہوں۔ نہایت درد بھرے دل اور پُرنم آنکھوں سے یہ سانحہ لکھ رہا ہوں۔ کہ میری دیرینہ رفیق حیات میرے خیال کے خلاف ۲۲ مئی ۳۷ء کو بروز ہفتہ بوقت مغرب بعمر ۶۳ سال ایک سیکنڈ کے اندر اندر حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ہمیشہ کے لئے مجھے داغِ مفارقت دیکر اپنے محبوبِ حقیقی سے جاملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نے جس پاک دلی اور قلبی محبت اور سچے اخلاص سے میرے ساتھ ۴۱ سال زندگی بسر کی۔ وہ میرے تجربہ اور علم کی رو سے ایسی تھی۔ جو فی ہزار ایک بابرکت خاتون میں پائی جائے۔ جو اپنے شوہر کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم رکھنے والی ہوتی ہیں۔ مرحومہ بڑی خوش نصیب اور خدا کی جاندار مخلوق انسانی اور حیوانی کے ساتھ جس شفقت اور ہمدردی سے پیش آتی تھیں۔ اسکی بیشمار نظیریں میرے علم میں ہیں جن کو میں انشاء اللہ مرحومہ کے مفصل حالات لکھنے کی اگر توفیق ملی۔ تو ظاہر کروں گا۔ مرحومہ میں مہمان نوازی اور حسن سلوک کا اسقدر مادہ تھا۔ کہ جسکو ایک دفعہ بھی کبھی میرے مکان پر آنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہی جانتا ہے۔ مرحومہ مخیر بھی اپنی حیثیت سے بڑھ کر تھیں۔ میرے ساتھ اسکو جو محبت تھی۔ اس کا اندازہ کرنے سے میں بالکل قاصر ہوں۔ میری طبیعت اسوقت ایسی مضمحل اور پژمردہ ہے۔ کہ میں مرحومہ کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا۔ دل بھرا آتا ہے۔ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔ لفظ "مرحومہ" لکھنے سے دل دھڑکتا ہے۔ میرے وہم میں بھی یہ نہ تھا۔ کہ مرحومہ ایسی جلدی مجھ سے جدا ہو جائیگی۔ اسکی صحت ترقی کرنے لگی تھی۔ ورم اتر گیا تھا۔ جس سے کمزوری بڑھ گئی تھی۔ مگر ڈاکٹروں کا اور ہم سب دیکھنے والوں کا یہ خیال بھی نہ تھا۔ کہ وہ جلد فوت ہو جائینگی۔ میں نے اپنی طاقت کے مطابق علاج و معالجہ میں کوتاہی نہیں کی۔ مگر حکم الٰہی اور قضا و قدر کے سامنے کسی کی پیش نہیں چلتی۔ مرحومہ ۲۲ مئی کو دنیا سے بہت ہی دل برداشتہ ہو رہی تھیں۔ اس روز ہر ایک دوائی کے پینے سے اور ہر ایک غذا کے کھانے سے انکار کرتی رہیں۔ باتیں کرتی تھیں۔ ہوش و حواس بالکل قائم تھے۔ ۶ بجے شام کے بعد میں ڈاکٹر صاحب کے پاس ان کی حالت بیان کر کے کوئی دوائی جس سے تقویت ہو لینے کے واسطے گیا۔ مغرب کے وقت میں دوائی لے کر واپس آیا۔ آتے ہی دوائی دینے کیلئے ان کو اٹھایا۔ انہوں نے دوائی پینے سے انکار کیا۔ مگر میں نے انہیں مجبور کر کے دو گھونٹ دوائی پلائی۔ تیسرا گھونٹ منہ میں ڈالا۔ تو وہ نکل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ہلکا سا سانس لے کر دم دے دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خدا تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ہم پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحومہ نے ۱۹۱۷ء میں وصیت کر دی تھی۔ جس کے مطابق ۲۳ مئی کو حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب مقامی امیر جماعت قادیان نے بوجہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے سندھ میں تشریف رکھنے کے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ساڑھے گیارہ بجے بہشتی مقبرہ کے اس حصہ میں جو صحابہ و صحابیات کے لئے مزار مبارک کے بائیں جانب ہے۔ سپرد خاک کر دیا۔

مرحومہ ۱۸۹۱ء میں میری زوجیت میں آئیں۔ ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۰۵ء میں جب حضرت اقدسؑ دہلی تشریف لے گئے۔ تو ۱۳ یوم رات دن حضورؑ کی خدمت میں حاضر رہی۔ حضورؑ نے مرحومہ کے لئے بہت دعائیں کیں۔ تین روز حضورؑ بوجہ درد نقرس کی تکلیف کے حرم سرا میں رہے اور وہاں ہی نمازیں ادا فرماتے تھے۔ ان تین ایام میں مرحومہ کو یہ شرف بھی نصیب ہوا کہ حضورؑ کی اقتدا میں نمازیں پڑھتی رہیں۔ دہلی سے واپس ہونے کے وقت حضورؑ نے مجھے بلا کر بالفاظ ذیل مخاطب فرمایا۔ "کہ آپ کی اہلیہ صاحبہ نے ہماری بہت خدمت کی ہے اور ہر وقت مجھے ان کی موجودگی سے آپ کے اور ان کے لئے دعا کا موقعہ ملتا رہا ہے اور میں نے آپ دونوں کے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ وہ قبول ہو گئی ہیں"۔ حضورؑ سے یہ عزت افزا کلمات سنتے ہی مارے خوشی کے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اور اس خوشنودی کے موقعہ کو غنیمت سمجھکر میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میری ایک خواہش ہے۔ حکم ہو۔ تو عرض کروں۔ فرمایا۔ کہو۔ میں نے کہا۔ کہ اب دہلی سے ہجرت کر کے دارالامان رہنے کی مجھے اجازت بخشئے۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا۔ کہ مجھے آپکی اہلیہ صاحبہ اسکا نام لے کر (فاطمہ) نے کئی بار یہ کہا ہے۔ اور میں نے دعا بھی کی ہے۔ لیکن منشاء الٰہی مجھے معلوم ہوتا ہے۔ یہی ہے۔ کہ ابھی آپ دہلی میں رہیں۔ کیونکہ یہاں آپ کے ذریعہ سے سلسلہ کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ جن لوگوں نے آپکو یتیم خانہ انجمن موید الاسلام دہلی سے (جس میں میں سپرنٹنڈنٹ تھا) بوجہ احمدی ہونے کے نکالا ہے۔ وہ آپ کے دروازہ پر سائلانہ کھڑے ہیں۔ پس کم از کم ایک سال تک آپ دہلی رہیں۔ دارالامان آنے کا موقعہ تو مل جائے گا۔ غرض مرحومہ کی خوش بختی کی یہ علامت ہے۔ کہ اسے ذاتی طور پر حضورؑ کی خدمت کا موقعہ ملا۔ اور حضورؑ کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں۔ اور حضورؑ سے بہت دعائیں لیں۔ یہ مختصراً عرض ہے۔ انشاء اللہ آئندہ میں طبیعت کے ٹھہر جانے پر مفصل حالات قلمبند کروں گا۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والی میں

احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ مرحومہ کے لئے مغفرت کی۔ اور ہم پسماندگان کو اس صدمہ کے برداشت کی توفیق ملنے کی دعا فرما کر ثواب ہمدردی حاصل کریں۔

(غمزدہ قاسم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۳۷ء | نمبر ۸

ثنائی مشن

حضرت مسیح موعودؑ کا اشتہار آخری فیصلہ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اور آپ کا طریق کار ہو بہو نبیوں کی زندگی اور ان کا شاہراہ عمل ہے۔ چنانچہ آپ نے منہاج نبوت کے متعلق اپنے معاندین پر دلائل منقولی و معقولی سے اتمام حجت کرنے کے بعد ان کو مباہلہ کی بھی دعوت دی۔ کتاب انجام آتھم میں ہندوستان بھر کے علماء و مشائخ کو نام بنام دعوت مباہلہ دی۔ اور لکھا:۔

"میں یہ بھی شرط کرتا ہوں۔ کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے۔ کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں۔ ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا۔ تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا۔ اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار"۔ (ص ۶۷)

بالآخر علماء کو برانگیختہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان! کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو۔ اور نہ تکفیر اور توہین چھوڑے۔ اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو۔ آمین" ص ۶۷

ان ہر دو عبارتوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی صداقت پر یقین تام اور مباہلہ کے ذریعہ سے فیصلہ کرنے کی زبردست تحدی عیاں ہے۔ اور یہ خود حضورؑ کی سچائی پر برہان قاطع ہے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل یایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین ولا یتمنونہ ابدًا بما قدمت ایدیھم (الجمعہ)

یعنی جو لوگ جھوٹے طور پر خدا کے دوست ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ وہ کبھی موت کی خواہش نہیں کر سکتے۔ اور نہ میدان مباہلہ میں آسکتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل سطور فوق سے ظاہر ہے۔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
ایکہ میدانی تو بر دلہا نظر
ایکہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را
شاد کن این زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار
ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
در مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن
اند کے افشائے آں اسرار کن

(حقیقۃ المہدی ص ۱)

جن لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوت مباہلہ دی۔ ان میں سے بعض سعید الفطرت تو توبہ کر کے جلقہ بگوشان احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اس جگہ خصوصیت سے جناب میاں غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں شریف قابل ذکر ہیں۔ باقی وارثان شقاوت ازلی نے وہی وطیرہ اختیار کیا۔ جو ہمیشہ سے باطل پرست اختیار کرتے آئے ہیں۔ بے شک ان لوگوں نے تکذیب و تکفیر کے شور سے ایک کہرام برپا کر دیا۔ مگر ان اصحاب فشل اور ارباب جُبن کو آسمانی پانی کے حامل اور یقین الٰہی کے مجسمہ خدا کے جری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل آکر مباہلہ کرنے کا یارا نہ ہوا۔ جس سے اہل ایمان کے ایمان تازہ ہو گئے۔ اور انہوں نے پھر ایک مرتبہ قرآنی صداقت ولن یتمنونہ ابدًا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظٰلمین۔ (البقرہ) کا ظہور ہوتے مشاہدہ کر لیا۔ علماء کا یہ گریزان کی بطالت کا زبردست گواہ ہے۔ خود مولوی ثناء اللہ صاحب آیت بالا کی بقدسیر میں لکھتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

" اگر آرزو موت کی نہ کریں۔ تو ثابت ہو جائیگا۔ کہ ان کو مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں۔ صرف خواہش نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں۔ اور ہم ابھی سے کہے دیتے ہیں۔ کہ اپنے کئے ہوئے بداعمال کی وجہ سے جس کی سزا بھگتنا ان کو بھی یقینی ہے۔ ہرگز کبھی موت کی خواہش نہ کریں گے۔ باوجود اس بداعمالی اور جسارت کے دعوئ نجات کیسا بڑا ظلم ہے"۔ (تفسیر ثنائی جلد ا صفحہ ۹)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو انجام آتھم میں دعوت مباہلہ دیئے جانے والے لوگوں میں سے گیارھویں نمبر پر تھے۔ ایک حیلہ جو انسان ہیں۔ اور اپنے واقعوں میں فرار کے لحاظ سے " روغان ثعلب" اور تلون مزاجی میں " تلون الحرباء" کے وصف سے مشہور ہیں۔ چنانچہ فتنہ ارتداد ملکانہ کے زمانہ میں جب آپ کو اسلام کے نام پر دعوت عمل دی گئی۔ تو آپ نے ہندو مسلم اتحاد کا بہانہ کرکے گریز اختیار کیا تھا۔ اس وقت معزز اخبار مشرق گورکھپور نے خوب لکھا تھا۔ کہ :۔

" ہمعصر وکیل امرت سر نے مولٰنا ثناء اللہ صاحب کی حرکت پر اظہار تاسف کیا ہے۔ کہ آپ ہندو مسلم اتحاد کے لئے بے قرار ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ گاندھی جی کو کیا منہ دکھلاؤ گے۔ ہماری رائے میں مولانا کو خدا کے سامنے شرمساری کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔ کیونکہ **مولانا نے طبیعت اور مزاج ایسا ہی پایا ہے۔ گھڑی میں کچھ۔ گھڑی میں کچھ۔** بہرحال یہ کام مولاناؤں کا نہیں۔ خدا کا کام ہے۔ خدا نے اپنا کلام ہمیشہ ایسے لوگوں سے لیا ہے۔ جو اکثر مولانا نہ تھے۔ مگر مولانا گر تھے"۔ (۲۹ مارچ ۱۹۲۳ء)

پس مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت مباہلہ پر بھی خاموشی اختیار کی۔ اور مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ لیکن جب مباحثہ مدیں دعوت مباہلہ کا ذکر آیا۔ تو آپ نے عوام الناس یا بالفاظ دیگر " سوط الجہور" سے ڈر کر ظاہر داری کے طور پر مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ بلکہ ایک تحریر بھی لکھ دی۔ مگر اس تحریر کا حشر وہی ہوا۔ جو نقش بر آب کا ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مباحثہ مد کے حالات کتاب اعجاز احمدی میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

" مولوی ثناء اللہ امرت سری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے۔ جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے۔ کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں۔ کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں۔ کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۱۴)

اور پھر اس طریق فیصلہ کو منظور فرماتے ہوئے نہایت زوردار الفاظ میں پیشگوئی فرمادی۔ کہ :۔

" اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے۔ تو ضرور وہ پہلے مریں گے"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۳۶)

یہ طریق فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عین مراد تھی۔ کیونکہ حضرتؑ اس سے قبل اربعین میں لکھ چکے تھے :۔

" دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی۔ لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ اور سراسر بدقسمتی ہے۔ کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں۔ جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو دشمن مجھے کاٹنا چاہتا ہے۔ اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں۔ کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پرآب ہوں۔ کہ **کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے** پھر دیکھے۔ کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں۔ ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا۔ جو کام آیا۔ اب ان لوگوں میں سے اس کے **مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے۔**

اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو۔ کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے۔ اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں۔ اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکیگا۔ جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے"۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۴)

لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو مباہلہ کے لئے پوری آمادگی ظاہر فرمائی۔ مگر ساتھ ہی مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق لکھا :۔

" یہ تو انہوں نے اچھی تجویز نکالی۔ اب اس پر قائم رہیں۔ تو بات ہے"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۱۴)

اب دیکھئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اعجاز احمدی صفحہ ۳۶ کی تحدی کو نقل کرنے کے بعد کیا جواب دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں :۔

" چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اس لئے **ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کرسکتا۔** چونکہ آپ کی غرض یہ ہے۔ کہ اگر مخاطب پہلے مرگیا۔ تو چاندی کھری ہے۔ اور اگر خود بدولت تشریف لے گئے۔ خس کم جہاں پاک۔ تو بعد مرنے کے کس نے قبر پر آنا ہے۔ اس لئے آپ ایسی ایسی بیہودہ شرطیں (یعنی مباہلہ۔ ناقل) باندھتے ہیں۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں۔ **کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں۔** اور یہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے۔ (جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے گریز میں ان کے لئے عزت تھی۔ ابوالعطاء) ذلت نہیں"۔ (رسالہ الہامات مرزا صفحہ ۱۱۶ طبع ششم)

گویا امرتسری مکذب۔ شیر خدا حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کی ایک ہی دہاڑ سے لومڑی کی طرح چھپ گیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ ہم مولوی صاحب کے طرز بیان کے ثقاہت سے گرے ہوئے ہونے پر حیران نہیں کیونکہ یہ ان کی طبیعت ثانیہ بن چکا ہے۔ "رسی جل گئی پر بل نہ گیا"۔ ہم صرف قارئین کرام کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اہل حق کے سامنے اہل باطل کس طرح منہ کی کھاتے اور چاروں شانے چت گر جاتے ہیں۔ جاء الحق وزھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقاً۔

مولوی صاحب کی اس کھلی کھلی شکست سے اہلحدیثوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ اور اپنوں بیگانوں نے سلسلہ احمدیہ کے "اول نمبر مخالف" کی اس بینظیر بزدلی پر طعن وتشنیع کی۔ مولوی صاحب آخر انسان تھے۔ اس سلسلہ زمائم وشتائم سے متاثر ہوئے۔ اور اپنی فطری حیلہ بازی سے قسم اٹھانے کا نقاب اوڑھ کر سادہ لوحوں کو تسلی دینی چاہی۔ لیکن بے سود۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ یہ نقاب بھی عریانی سے بدلتا گیا۔ اور دنیا نے مولوی صاحب کی اصل شکل دیکھ کر سخت نفرت کا اظہار کیا۔ آخر لاچار مجبور ہو کر "مرتا کیا نہ کرتا" ۱۹۰۷ء میں آپ کو لکھنا ہی پڑا۔ اور حالات کے پیش نظر اس تحریر میں آپ نے بزدلی کو دھونے کے لئے لفظی طور پر غیر معمولی جرأت کا اظہار کیا۔ اور لکھا:۔

"مرزائیو! سچے ہو۔ تو آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ جہاں تم پہلے صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔ سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا"۔

(اہلحدیث ۲۹ رمارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

مولوی صاحب کی یہ تعلّی مرنے والے مریض کا آخری افاقہ تھا۔ جسے اردو زبان میں سنبھالا لینا کہتے ہیں۔ مگر کچھ بھی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تحدّی کو منظور کیا۔ اور پورے طور پر منظور کیا۔

چنانچہ ابھی مولوی صاحب یہ سطور شائع کر کے مطمئن بھی نہ ہوئے تھے۔ کہ جھٹ ایڈیٹر صاحب اخبار بدر قادیان نے "حضرت مسیح موعودؑ کے حکم سے" اعلان کر دیا۔ کہ:۔

"اس مضمون کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت[1] دیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے"۔

(۱۴ راپریل ۱۹۰۷ء)

یہ اعلان کیا تھا۔ امرت سری مکذّب کے نخلِ امید کے لئے بجلی تھی۔ اور اس کے طلسم ساحری کے لئے عصائے موسوی تھا۔ اسے پڑھ کر اس کا خون خشک ہو گیا۔ سب چالاکی اور چرب زبانی بھول گئی۔ اور جھٹ لکھ دیا۔ کہ:۔

"میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا۔ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے۔ مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے۔ مباہلہ نہیں کہا۔ قسم اور ہے مباہلہ اور ہے"۔

(اہلحدیث ۱۹ راپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

اس جگہ میں ان تمام لوگوں سے جو اپنے دلوں میں خشیت خدا رکھتے ہیں۔ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ کہ خدا کے مقبول بندوں کا کیا طریق ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی کامیابی اور حتمی فتح پر کس طرح کامل بصیرت اور یقین تام رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں نے مولوی ثناء اللہ کے اضطراب اور بے لبسی کو بھی دیکھا۔ اس کے گریز اور بزدلی کو بھی دیکھا۔ آئیے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ بھی پڑھیے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں ہر ایک پہلو سے منکر پر اتمام حجت چاہتا ہوں۔ یا الٰہی تو جو ہمارے کاروبار کو دیکھ رہا ہے۔ اور ہمارے دلوں پر تیری نظر ہے۔ اور تیری عمیق نگاہوں سے ہمارے اسرار پوشیدہ نہیں۔ تو ہم میں اور مخالفوں میں فیصلہ کر دے۔ اور وہ جو تیری نظر میں صادق ہے۔ اسکو ضائع مت کر۔ کہ صادق کے ضائع ہونے سے ایک جہان ضائع ہوگا۔ اے میرے قادر خدا تو نزدیک آجا۔ اور اپنی عدالت کی کرسی پر بیٹھ۔ اور یہ روز کے جھگڑے قطع کر ہماری زبانیں لوگوں کے سامنے ہیں۔ اور ہمارے دلوں کی حقیقت تیرے آگے منکشف ہے۔ میں کیونکر کہوں۔ اور کیونکر میرا دل قبول کرے۔ کہ تو صادق کو ذلت کے ساتھ قبر میں اتارے گا۔ اور باشانہ زندگی والے کیونکر فتح پائیں گے۔ تیری ذات کی مجھے قسم ہے۔ کہ تو ہرگز ایسا نہیں کریگا" (اعجاز احمدی صفحہ ۱۶-۱۷)

بھائیو! خدارا غور کرو۔ کہ کیا یقین کا یہ بحر مواج اور استقلال کی یہ زبردست چٹان کسی کاذب کے قلب میں پیدا ہو سکتی ہے؟ کیا مفتری کا کلام اور اس کا ایک ایک لفظ نصرت الٰہی کے یقین کا ایک چھلکتا ہوا پیالہ ہوا کرتا ہے؟ حاشا وکلا! ہرگز نہیں!!۔ پھر کیا اب بھی تمہارے لئے خدا کے برگزیدہ مسیحؑ کے کلام میں شک کی گنجائش ہے؟ سچ فرمایا ہے۔ ؎

بدگمانی نے تمہیں مجنون واندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیشمار

مولوی ثناء اللہ صاحب کے چیلنج مباہلہ (اہلحدیث ۲۹ رمارچ ۱۹۰۷ء) کے جواب میں ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے اسکی منظوری کا اعلان فرماتے ہوئے دو صورتوں میں سے ایک صورت کا بایں الفاظ ذکر کیا تھا۔ کہ:۔

"باوجود اس قدر شوخیوں اور دلآزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آتی ہیں۔ حضرت اقدس نے پھر بھی اس پر رحم کر کے فرمایا ہے۔ کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو۔ جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے"۔ (بدر ۱۹ راپریل ۱۹۰۷ء)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس صیدِ لاغر کو چند روز مہلت دینا چاہتے تھے۔ اور حقیقۃ الوحی کی طباعت کے بعد پر اسے ملتوی کرنا چاہتے تھے۔

---

[1] یہ بشارت تھی یا مولوی صاحب کے لئے پیغام اجل۔ اس کا اندازہ مولوی صاحب کے جواب سے کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسا کہ عبارت بالا سے ظاہر ہے۔ مگر خدا تعالےٰ جو عالم الغیب ہے۔ اور جسے خوب معلوم تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری آئندہ کیا طریق اختیار کرے گا۔ اس نے نہ چاہا۔ کہ اس سلسلۂ مباہلہ کو معرضِ تعویق میں رکھا جاوے۔ کیونکہ اس کے نزدیک مولوی ثناء اللہ پر اتمام حجت ہو چکی تھی۔ اس لئے مشیت ایزدی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارادۂ الثواء کو تبدیل کروا کر حضورؑ کی طرف سے ۱۵ راپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" شائع کروادیا۔ جس میں حضورؑ نے ۲۹ رمارچ ۱۹۰۷ء کی دعوت مباہلہ کے بالمقابل اپنی طرف سے دعائے مباہلہ شائع فرما دی۔ گویا جھوٹے کو گھر تک پہنچا دیا۔ اور اس طرح سے وہ عمارت (اتمام حجت کی) مکمل ہو گئی۔ جسکی بنیاد خداوند تعالےٰ کی طرف سے رکھی گئی تھی۔ اور اسی کی خاطر انجام آتھم و اعجاز احمدی میں بار بار دعوتِ مباہلہ دی گئی تھی۔

قارئین کرام! آپ خدائی تصرفات پر غور کریں اور اسکی شان علم غیب کا مطالعہ کریں۔ کہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر حجت پوری کرنے کے لئے کس طرح سے حضرت کے اپنے خیال کے برخلاف خاص تحریک سے دعائے مباہلہ شائع کرواتا ہے حتّٰی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود آتے ہیں:۔

"ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے"۔ اس خاص تحریک کی وجہ یہ تھی۔ کہ خدا تعالےٰ کو معلوم تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے اخبار ۱۹ راپریل میں سرے سے ہی منکر ہو جائیگا۔ اور کہے گا۔ کہ میں نے تو دعوت مباہلہ دی ہی نہیں۔ اور اس وقت دعائے مباہلہ کا شائع کرنا بے وقت ہوگا۔ اس لئے اس کے انکار کی اشاعت سے پہلے پہلے ہی ۱۵ راپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت کی طرف سے "دعائے مباہلہ" شائع کروادی۔ اور یہ ظاہر امر ہے۔ کہ مولوی صاحب نے جو انکار از چیلنج مباہلہ ۱۹ راپریل کے اہلحدیث میں شائع کیا تھا۔ وہ کئی روز پہلے کا لکھا ہوا ہوگا۔ جیسا کہ وہ خود مانتے ہیں۔ کہ:۔

"۱۸ رتاریخ والا اخبار کم سے کم ۱۲ رتاریخ کو لکھا جاتا ہے"۔ (روئداد مباحثہ لدھیانہ صـ۱۷)

اس طرح سے گویا جب مولوی ثناء اللہ صاحب دعوت مباہلہ سے انکار لکھ رہے تھے۔ خدائے علیم نے اتمام حجت کے لئے حضرت اقدسؑ سے دعائے مباہلہ شائع کروائی۔ یہی حکمت الٰہیہ تھی۔ کہ حقیقۃ الوحی کی اشاعت سے قبل ہی دعائے مباہلہ شائع کروادی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جس طرح ۱۹ راپریل کے اہلحدیث میں چیلنج مباہلہ سے انکار کر دیا۔ اسی طرح حضرت اقدس کی شائع کردہ دعائے مباہلہ کے بالمقابل دعا نہ کی تا مباہلہ منعقد ہو جاتا۔ اور پہلے مرنے والا کاذب قرار پاتا۔ بلکہ اس نے اس دعائے مباہلہ کو رد کیا۔ اور اس طریق فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (اہلحدیث ۲۶ راپریل ۱۹۰۷ء)

جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مباہلہ واقع نہ ہوا۔ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۷ء سے متواتر کوشش کرتے رہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری مباہلہ کرے۔ مگر اس نے دس سال کے عرصہ میں مختلف رنگ بدل کر آخر ۱۹۰۷ء میں انکار کر کے خدا کے فرمودہ ولا یتمنونہ ابدًا کی تصدیق کر دی۔ اور احمدیت کی زبردست قوت روحانی کا عملاً اقرار کر لیا۔

اس صورت میں جبکہ مباہلہ کی شق درمیان میں نہ رہی۔ کسی فریق کا پہلے مر جانا اس کے کذب کی دلیل نہ ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور پیشگوئیوں کے مطابق ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال مقرر فرما دیا۔ اور حضورؑ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی انتہائی جدوجہد کے باوجود ناکامی دیکھنے کے لئے زندہ رکھے گئے۔ جیسا کہ وہ خود لکھ چکا ہے۔ کہ:۔

"آنحضرت علیہ السلام باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ مسیلمہ کذاب باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا..... مگر آخر کار چونکہ بے نیل و مرام مرا۔ اس لئے دعا کی صحت میں شک نہیں"۔ (مرقع قادیانی ماہ اگست ۱۹۰۷ء)

اس موقعہ کو غنیمت جان کر امرت سری مکذب نے جوہر مقابلہ میں پیٹھ دکھاتا رہا ہے۔ شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ مرزا صاحب کا پہلے فوت ہو جانا ان کے کذب کی دلیل ہے۔ کیونکہ اشتہار ۱۵ راپریل یکطرفہ دعا تھی۔ اور اس کا اس سلسلۂ مباہلہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور میرا زندہ رہنا اور لمبی عمر پانا میرے سچے ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا ہم اس کے اس کذب کے ابطال کے لئے ذیل میں وہ دلائل لکھتے ہیں۔ جو آفتاب نیم روز کی طرح تبارہے ہیں۔ کہ اشتہار ۱۵ راپریل دعائے مباہلہ تھا۔

دلیل اول:۔ اس اشتہار کا عنوان ہے "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"۔ اگر یہ یکطرفہ دعا ہوتی۔ تو عنوان یوں چاہیئے تھا "مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق آخری فیصلہ"۔ پس لفظ "ساتھ" بتا رہا ہے۔ کہ یہ وہ فیصلہ ہے۔ جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا دخل بھی ہے۔ اور یہ فیصلہ بتراضیٔ فریقین ہی ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ دعائے مباہلہ ہے۔ نیز لفظ "آخری فیصلہ" مذہبی رنگ میں مباہلہ کے لئے ہی بولا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی لفظ "آخری فیصلہ" اسی مفہوم میں استعمال فرمایا ہے۔ (اربعین ۴ صـ۱۱) بلکہ اللہ تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے قلم سے بھی اس لفظ کو انہی معنوں میں استعمال کروایا ہے۔ مولوی صاحب آیت مباہلہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"ایسے لوگوں کو جو کسی دلیل کو نہ جانیں۔ کسی علمی بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو نہ سمجھیں بغرض بددرا بددرباید رسانید کہ دے۔ کہ آؤ ایک آخری فیصلہ بھی سنو۔ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے۔ اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں۔ اپنے بھائی بند نزدیکی اور تمہارے بھائی بند نزدیکی بلائیں۔ پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ خدا خود فیصلہ دنیا ہی میں کر دیگا۔ جو فریق اس کے نزدیک جھوٹا ہوگا۔ وہ دنیا میں برباد اور مورد غضب ہوگا۔"

(تفسیر ثنائی جلد ۲ صفحہ ۳۴)

الغرض اس اشتہار کا عنوان صاف بتا رہا ہے۔ کہ یہ دعائے مباہلہ ہے۔

دلیل دوم :- حضرت اقدس نے لکھا ہے :-

"بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب"

اب اگر یہ یکطرفہ دعا تھی۔ اور یہ اشتہار محض اعلان دعا یکطرفہ تھا۔ تو اسے مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں بھیجنے کا کیا مطلب؟ معلوم ہوا۔ کہ یہ اشتہار دعائے مباہلہ تھا۔

دلیل سوم :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں :-

"میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔"

یہ الفاظ اور یہ طریق فیصلہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ یہ اشتہار دعائے مباہلہ ہے۔ کیونکہ یہ قانون مباہلہ ہی کی صورت میں چسپاں ہو سکتا ہے۔ واقعات کی رو سے بھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک بھی۔ جیسا کہ حضورؑ نے خود فرمایا ہے :-

"کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ بلکہ ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسا ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد رہیں گے۔ ہم تو ایسی باتیں سنکر حیران ہوتے ہیں۔ دیکھو ہماری باتوں کو کیسے الٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور تحریف کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے۔ کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ کیا یہ کسی نبی ولی۔ قطب غوث کے زمانہ میں ہوا۔ کہ اس کے سب اعدا مر گئے ہوں۔ بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے تھے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے۔ کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں۔ وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتے ہیں۔"

(اخبار الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

لہذا لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ اشتہار آخری فیصلہ جو اسی قانون پر مبنی ہے۔ اشتہار دعائے مباہلہ ہے۔ وھو المقصود۔

دلیل چہارم :- حضرت نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا ہے۔ کہ :-

"میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں۔ کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔"

اور پھر اسکی تشریح میں ان کی پہلے موت ہی سزا بتائی ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ سزا جیسا کہ اوپر کے اقتباس سے عیاں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک بھی اسی شخص کو ملتی ہے۔ جو جھوٹا ہو کر سچے سے مباہلہ کرے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ اشتہار ۱۵ر اپریل دعائے مباہلہ تھا۔

دلیل پنجم :- اس امر کا ثبوت کہ یہ اشتہار سلسلہ مباہلہ کی ہی کڑی تھا۔ یہ بھی ہے۔ کہ حضورؑ نے اس اشتہار میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے لئے جس نوعیت سزا کا اعلان کیا ہے۔ وہ بعینہٖ وہی ہے۔ جو قبل ازیں انجام آتھم۔ اعجاز احمدی اخبار بدر ۱۲ر اپریل میں مذکور ہوئی ہے۔ ہم اسجگہ ہر چہار اقتباس درج ذیل کرتے ہیں :-

(۱) انجام آتھم میں دعائے مباہلہ کے الفاظ جو در صورت مباہلہ کہے جانے تھے۔ یہ ہیں :-

"تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں۔ ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے۔ اور کسی کو مجذوم۔ اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون۔ اور کسی کو مصروع۔ اور کسی کو سانپ یا سگِ دیوانہ کا شکار بنا۔ اور کسی کے مال پر آفت نازل کر۔ اور کسی کی جان پر۔ اور کسی کی عزت پر" صفحہ ۶۶۔

(۲) "شرط یہ ہوگی۔ کہ کوئی موت قتل کے رد سے واقع نہ ہو۔ بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔ مثلاً طاعون سے یا ہیضہ سے۔ یا کسی اور بیماری سے" (اعجاز احمدی صفحہ ۱۴)

(۳) "ہم خدا سے دعا کریں گے۔ کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے۔ وہ اس طرز کا ہو۔ کہ اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔" (اخبار بدر ۱۲ر اپریل ۱۹۰۷ء)

(۴) "اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھ سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔" (اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء)

ہر منصف مزاج انسان ہر چہار عبارتوں کو ایک ہی لڑی میں پرویا ہوا پائے گا۔ اور اسے مجبوراً ماننا پڑیگا۔ کہ اشتہار ۱۵ر اپریل کی نوعیت عذاب وہی ہے۔ جو پہلے سلسلہ مباہلہ میں متعین ہو چکی ہے۔ پس اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء بھی اسی سلسلہ کی آخری کڑی یعنی دعائے مباہلہ ہے۔ جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہ کیا۔ اور مباہلہ منعقد نہ ہوا۔

دلیل ششم :- حضرت اقدس نے اس اشتہار میں تحریر فرمایا ہے :-

"یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔"

اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے تسلیم کیا ہے کہ :-

"اس اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء میں طریق فیصلہ ایسا مذکور ہے۔ جو متحدیانہ ہے۔" روئیداد مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۳۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب یہ پیشگوئی نہیں۔ الہام و وحی کی بناء پر خبر بھی نہیں۔ لیکن بایں ہمہ طریق فیصلہ متحدیانہ ہے۔ تو کیا اسے سوائے دعائے مباہلہ ماننے کے "متحدیانہ طریق فیصلہ" کہا جا سکتا ہے۔ پس اس اشتہار کا پیشگوئی نہ ہونے کی صورت میں بھی متحدیانہ ہونا تبلاتا ہے۔ کہ یہ دعائے مباہلہ ہے۔ کیونکہ مباہلہ کر لینے کی صورت میں ہی کاذب کی موت کی تحدی کی جا سکتی ہے۔

دلیل ہفتم :- اس اشتہار کے اخیر پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے :-

"بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے۔ کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔

"یہ الفاظ بھی صاف طور سے بتا رہے ہیں۔ کہ یہ اشتہار دعائے مباہلہ تھا۔ ورنہ نہ التماس کی ضرورت تھی۔ اور نہ اس کے نیچے مولوی صاحب سے کچھ لکھوانے کی ضرورت تھی۔ کہ یہ دعا رہ دعا تھی۔ جسکی تکمیل مولوی ثناء اللہ صاحب کے لکھنے کے بعد ہی ہو سکتی تھی۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ کہ آؤ اب میدان میں نکلو۔ تا خدا فیصلہ کر دے۔ مگر مولوی صاحب کو "جرأت" نہ تھی۔ بہر حال یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ اشتہار دعائے مباہلہ تھا۔

دلیل ہشتم :- جس طرح اشتہار کی اندرونی شہادت بتا رہی ہے۔ کہ یہ دعائے مباہلہ تھا۔ اسی طرح بیرونی شہادتوں سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ دعا یکطرفہ دعا نہ تھی۔ چنانچہ اس دعا کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا۔ کہ :-

"اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے [illegible] کو شائع کر دیا"۔

(اہلحدیث ۲۶ راپریل ۳۷ء)

ان الفاظ سے ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے خود بھی ہرگز اس اشتہار کو یکطرفہ دعا نہیں سمجھا۔ ورنہ منظوری نہ لینے کا اعتراض کیوں؟ اور اسکی اشاعت "بغیر منظوری" پر چیں بجبیں ہونے کی وجہ کیا؟ ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب خود بھی اس اشتہار کو یکطرفہ دعا نہ سمجھتے تھے۔

دلیل نہم :- مولوی ثناء اللہ صاحب اشتہار ۱۵ راپریل کے ذکر پر لکھتے ہیں :-

"ایک ایسے اشد مخالف کے مقابلہ میں ایک مامور خدا فیصلہ کی صورت شائع کرتا ہے"۔ (روئیداد مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۲)

گویا آپ اسے "فیصلہ کی صورت" قرار دیتے ہیں۔ جو کہ حضرت نے شائع فرمائی۔ مگر مولوی صاحب نے اس صورت فیصلہ پر صاد نہ کیا۔ لہذا اب اسے قطعی اور حتمی فیصلہ قرار دے کر اعتراض کرنا درست نہیں۔

دلیل دہم :- مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اشتہار مباہلہ کے متعلق لکھا ہے :-

"مرزائیو! کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کی طرف بلایا ہے۔ بتلاؤ۔ تو انعام لو۔ ورنہ منہاجِ نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو"۔ (اہلحدیث ۲۶ راپریل ۳۷ء صفحہ ۶)

اب اصحاب انصاف سوچیں۔ کہ مولوی صاحب نے ایک طرف تو اس اشتہار کو "طریق فیصلہ کی طرف بلانا" قرار دیا ہے۔ اسے یکطرفہ دعا قرار نہیں دیا۔ دوسری طرف اسے "منہاج نبوت" کے خلاف بتلایا۔ بلکہ اسکی نظیر بتلانے پر انعام دینے تک آمادہ ہو رہے ہیں۔ اگر یہ اشتہار یکطرفہ بد دعا تھی۔ تو کیا مولوی صاحب کے نزدیک کسی نبی نے اپنے مخالفوں پر بد دعا نہیں کی۔ حالانکہ ان کا اپنا اقرار موجود ہے کہ :-

"اس قسم کے واقعات بے شمار ملتے ہیں۔ جن میں حضرات انبیاء علیہم السلام نے **مخالفوں پر بد دعائیں** کیں۔ اور خدا نے قبول کر کے فیصلہ فرما دیا"۔ روئیداد مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۶۷۔

جب نبیوں کے یکطرفہ بد دعا کرنے کے "بیشمار واقعات" ملتے ہیں۔ تو پھر مولوی صاحب اگر اشتہار ۱۵ راپریل کو یکطرفہ بد دعا سمجھتے۔ تو اسے "منہاج نبوت" کے خلاف کیوں قرار دیتے۔ لہذا ظاہر ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی اس وقت یہ اشتہار یکطرفہ دعا نہ تھی۔

اگر یہ سوال ہو۔ کہ جب اشتہار ۱۵ راپریل دعائے مباہلہ تھی۔ تو پھر بھی اسے خلاف طریق انبیاء قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب نے دعائے مباہلہ کی صورت میں اسے اس لئے منہاج نبوت کے خلاف قرار دیا تھا۔ کہ آپ تو کبھی مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہی نہ ہوئے تھے۔ ۲۹ رمارچ ۳۷ء کے اہلحدیث میں جو تعلی تھی۔ وہ تو لوگوں کے تقاضوں سے تنگ آ کر گیدڑ بھبکی تھی۔ گویا مولوی صاحب ایک طرف اپنے دل کے انکار اور انکار پر اصرار دیکھتے تھے۔ تو آپ کہتے تھے۔ کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ کہ میں تیار نہیں۔ اور مباہلہ کے نام سے ہی کانوں پر ہاتھ دھرتا ہوں۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ مباہلہ کے لئے اصرار پر اصرار کئے جا رہے ہیں۔ اسی حالتِ سراسیمگی میں آپ نے اس قدر زبردستی کو خلاف منہاج نبوت قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ نے اس طرح بلانے یعنی مخالفت کے شدید انکار کے باوجود دعوتِ مباہلہ دیئے جانے بلکہ دعائے مباہلہ شائع کر دینے کو اپنی عقل کے مطابق خلاف منہاج نبوت قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ تو اسی طرح آمادگی کا اعلان تھا۔ جیسا کہ نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کے لئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال کو لے کر باہر تشریف لے آئے تھے۔ بہر حال یہ فقرات زبردست دلیل ہیں۔ کہ مولوی صاحب نے کم از کم اس وقت اس اشتہار کو یکطرفہ بد دعا نہ سمجھا تھا۔

دلیل یازدہم :- مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود متعدد مقامات پر اس اشتہار کو مباہلہ کا اشتہار لکھا ہے۔ بطور نمونہ حسب ذیل حوالجات ملاحظہ ہوں :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) "کرشن قادیانی نے ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا۔" (مرقع قادیانی جون ۱۹۰۸ء صـ۱۸)

(۲) "مرزا جی نے میرے ساتھ مباہلہ کا ایک طولانی اشتہار دیا تھا۔" (مرقع قادیانی دسمبر ۱۹۰۷ء صـ۳۵)

(۳) "وہ اپنے اشتہار مباہلہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء میں چیخ اٹھا تھا۔ کہ اہلحدیث نے میری عمارت کو ہلا دیا ہے۔" (اہلحدیث ۱۹ر جون ۱۹۰۸ء)

کیا اس قدر تصریح کے بعد بھی آج اس اشتہار کو اشتہار مباہلہ نہ ماننا دیانتداری کا خون کرنا نہیں

؎ بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں
روح انصاف و خدا ترسی جو ہی دیں کا شعار

دلیل دوازدہم :- اخبار اہلحدیث میں اشتہار ۱۵ر اپریل پر بہت کچھ لکھنے کے بعد مولوی صاحب بطور خلاصہ لکھتے ہیں :-

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے۔" (۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

یہ الفاظ کھلے طور پر اس بات کی دلیل ہیں۔ کہ مولوی صاحب نے اسے دعائے مباہلہ ہی سمجھا تھا۔ اور اس کی نامنظوری کو ہی علامتِ دانائی قرار دیا۔ جیسا کہ پہلے کفار مباہلہ سے گریز کر کے دانائی کا ثبوت دے چکے ہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب اور ان کے دانا قطعی طور پر جانتے ہیں۔ کہ خدا کے برگزیدہ سے مباہلہ کرنے کے بعد کاذب کی موت یقینی ہے۔ چنانچہ ایک پرانے "دانا" عبدالسمیع نصرانی کا قول ہے :-

"واللہ ما باھل قوم نبیا قط فعاش کبیرھم ولا بنت صغیرھم"۔ یعنی بخدا کسی نبی سے کسی قوم نے مباہلہ نہیں کیا۔ مگر ان کے چھوٹے و بڑے تباہ ہو گئے۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صـ۴۶۴)

بہر حال ان ایک درجن دلائل سے ثابت ہے۔ کہ اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء دعائے مباہلہ کا اشتہار تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل بد دعا نہ کی۔ بلکہ مباہلہ کرنا منظور نہ کیا۔ لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وفات پانا اور مولوی ثناء اللہ کا زندہ رہنا اگر کچھ ثابت کرتا ہے۔ تو بس یہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بروز مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور مولوی ثناء اللہ مثیل مسیلمہ۔ ھل بعد ھذہ الایضاح موضع شکٍ ؟ کلا!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعجاز احمدی میں لکھا تھا :-

"اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے۔ تو ضرور وہ پہلے مرینگے" صـ۳۵

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ مباہلہ نہ کرنے کی صورت میں مولوی صاحب کا زندہ رہنا ہی مقدر تھا۔ پس مباہلہ سے انکار کر کے بچ رہنا بذات خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ جیسا کہ حضورؑ کے الفاظ "ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے" (الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۷ء) کا بھی اشارہ تھا۔

علاوہ ازیں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اپنے مسلمہ معیار کے مطابق بھی ان کی زندگی ان کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ اہلحدیث میں لکھا ہے :-

"قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدًا (پ۱۶ ع۶) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثمًا (پ۴ ع۹) اور یمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ۱ ع۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو! بل متعنا ھٰؤلاء وآباھم حتّٰی طال علیھم العمر (پ۱۷ ع۱۱) جن کے صاف یہی معنے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔" (۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء صـ۴ حاشیہ)

خلاصہ کلام یہ کہ مولوی صاحب کی موجودہ زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور مولوی ثناء اللہ کی بطالت پر بین دلیل ہے۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ اسی موقعہ پر ایک دوست نے کہا ہے۔ ؎

کاذبوں کو عمر لمبی ملتی ہے تو نے لکھا
کذب میں پکا تھا اپنے اس لئے زندہ رہا

میں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کا اشتہار ۱۵ر اپریل دعائے مباہلہ تھا۔ یکطرفہ دعا نہ تھی۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ سے انکار کر کے بچ گئے ہیں۔ اس لجنہ میں طالبانِ حق کے سامنے ایک اور طریق فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کھلے اور واضح الفاظ میں (حسب عادت گول مول الفاظ میں نہیں) خدائے علیم و خبیر کو حاضر ناظر جان کر مندرجہ ذیل حلف اٹھائیں یعنی :-

"اے علیم خدا میں تجھے حاضر ناظر جان کر تیرے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء بعنوان "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" کو کبھی بھی نہ اب نہ اس سے پہلے۔ اشتہار مباہلہ اور دعائے مباہلہ سمجھا۔ بلکہ میں ہمیشہ سے ہی اسکو یکطرفہ قطعی دعا سمجھتا رہا ہوں۔ جس میں میری منظوری یا عدم منظوری کا کوئی دخل نہ تھا۔ اے شدید البطش اور ذوالانتقام خدا! اگر میں اس قسم میں جھوٹا ہوں۔ اور حق کو چھپانے والا۔ تو تو مجھے ایک سال کے اندر اندر سخت عذاب میں مبتلا کر۔ آمین۔"

میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب اس حلف کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ لیکن اگر وہ ایسا کر لیں۔ اور سال بھر عذاب الٰہی کی گرفت سے بچ جائیں۔ تو ہم مان لیں گے۔ کہ بے شک انہوں نے اس اشتہار کو دعائے یکطرفہ ہی سمجھا تھا۔ ورنہ اب تو جیسا کہ مندرجہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے۔ وہ صریح طور پر کذب بیانی

لہ مولوی صاحب نے اپنے مضمون کے حاشیہ کے طور پر ان سطور کو نائب ایڈیٹر کی طرف سے شائع کیا ہے۔ اول تو یہ استدلال آیات قرآنیہ سے ہے۔ دوسرے اس

ہ معیار کے متعلق مولوی صاحب لکھ چکے ہیں "میں اسکو صحیح جانتا ہوں" (اہلحدیث ۳۱ر جولائی ۱۹۰۸ء) لہذا یہ معیار مولوی صاحب کو مندرجہ بالا الفاظ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ مولوی صاحب

ابوالعطاء: ... مولوی صاحب کو یہ الفاظ نہیں کہنے چاہئیں ... ہیں ... کہ ... ہیں ... ہیں ... مولوی صاحب ... مولوی صاحب ... ہیں ... ہیں ... ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مغالطہ دہی اختیار کر رہے ہیں۔ اور اپنے سابقہ بیانات کے خلاف یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ اشتہار یکطرفہ دعا تھی۔ کیا مولوی صاحب اس حلف کے لئے "جرأت" کریں گے؟

مولوی ثناء اللہ صاحب عام طور پر استدلال کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام اجیب دعوۃ الداع اذا دعان اس دعائے مباہلہ (اشتہار ۱۵ر اپریل ۹۷ء) کے متعلق ہے۔ لہذا یہ دعا منظور شدہ دعا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی وفات (نعوذ باللہ) ان کے کذب کی دلیل ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اشتہار ۱۵ر اپریل دعائے مباہلہ ہے۔ جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ اس دعائے مباہلہ کے متعلق اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان انہی معنوں میں ہے۔ جن معنوں میں آیت مباہلہ میں الفاظ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہیں۔ یہ کلام خدا کا کلام ہے۔ اور وہ بھی۔ آنحضرت صلعم کو اللہ تعالےٰ نے بتلایا۔ کہ ان نصاریٰ نجران کو دعوت مباہلہ دو۔ ہم ان جھوٹوں پر لعنت نازل کر دیں گے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو دعوت مباہلہ دی۔ اور اس یقین کے ساتھ دی۔ کہ اگر یہ مباہلہ کریں گے۔ تو ایک سال کے اندر اندر تباہ ہو جائینگے جیسا کہ حضورؐ کے الفاظ "لما حالی الحول علی نصاریٰ کلہم حتی یھلکوا" (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۶۵) سے ظاہر ہے۔ مگر نصاریٰ نجران نے مباہلہ سے انکار کر دیا۔ اس لئے وہ بچ گئے۔ بعینہٖ اسی طرح خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریک کی۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کر دو۔ میں دعا کو سنتا ہوں۔ یعنی اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مباہلہ کیا۔ تو وہ ضرور پہلے مریگا۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اسی یقین کے ساتھ دعائے مباہلہ شائع کر دی۔ لیکن نصاریٰ نجران کی طرح اس جگہ بھی مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور فرار کی راہ اختیار کی۔ اس لئے وہ بچ گیا۔ پس حضرتؑ کے اس الہام کا مطلب یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کی تاکید فرمائی ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان الفاظ میں لکھ چکے ہیں:-

"اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق سے پہلے مرجائے۔ تو ضرور وہ پہلے مرینگے"۔

لہذا اس الہام کی وجہ سے بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔

مثل مشہور ہے۔ "الغریق یتشبث بالحشیش" اسی طرح مولوی صاحب بھی عاجز آکر بجائے اسکے کہ راہ حق کو قبول کریں۔ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ مگر بے سود۔ چنانچہ ہم ذیل میں ان کے ایسے ہی دو اعتراضات کا جواب لکھتے ہیں:-

اعتراض اول:- میرے حقیقۃ الوحی مانگنے پر جواباً اخبار بدر ۱۳ر جون ۱۹۰۷ء میں لکھا گیا تھا۔

"بغیر اس (تعین عذاب) کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لئے فرار کی ایک راہ نکالی۔ اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔ اس واسطے مباہلہ کے ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب کے سب بوجہ قرار پانے مباہلہ کے منسوخ ہوئے"۔

لہذا اب جماعت احمدیہ کا حق نہیں۔ کہ اشتہار ۱۵ر اپریل کو دعائے مباہلہ قرار دے۔ اور یکطرفہ دعا تسلیم نہ کرے۔

الجواب:- اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔

اول:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اخبار بدر ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء میں مباہلہ کے متعلق دو تجویزیں شائع ہوئی تھیں۔ جو یہ ہیں:-

(۱) "یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو۔ جبکہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہو جائے۔ اور امید ہے۔ کہ ۲۰-۲۵ روز تک انشاء اللہ تعالیٰ وہ کتاب شائع ہو جائے گی۔ اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصۃً بیان کئے گئے ہیں۔ اور دو سو سے سوا اس میں نشانات بھی لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھیج دی جاوے گی۔ اور وہ اسکو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے۔ اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا۔ جس میں ہم یہ ظاہر کر دیں گے۔ کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اور ہم اول قسم کھاتے ہیں۔ کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے ہیں الخ۔

(۲) "اگر آپ اس بات پر راضی ہیں۔ کہ بالمقابل کھڑے ہو کر زبانی مباہلہ ہو۔ تو پھر آپ قادیان آسکتے ہیں۔ ..... اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقۃ الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ ..... اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے۔ تو جب چاہے۔ وہ آسکتا ہے"۔ بدر ۴ر اپریل ۷ء)

گویا مباہلہ کی ایک صورت یہ بھی تھی۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو حقیقۃ الوحی بھیج دی جاتی۔ اور وہ اسے پڑھ کر بد دعا کا اشتہار شائع کر دیتے۔ لیکن واقعات جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ یوں ہوئے۔ کہ الٰہی مشیت کے ماتحت حضرت علیہ السلام نے ۱۵ر اپریل کو ہی دعائے مباہلہ شائع کر دی۔ اور مباہلہ کی وہ صورت جو حقیقۃ الوحی وغیرہ شروط سے مشروط تھی۔ جاتی رہی۔ لہذا جب مولوی صاحب نے کتاب حقیقۃ الوحی مانگی۔ تو ان کو جواب دیا گیا۔ کہ اب وہ صورت مباہلہ نہیں ہے۔ حضرت اقدسؑ مشیت ایزدی سے خاص طور پر دعائے مباہلہ شائع کر چکے ہیں۔ بنابریں آپ کو حقیقۃ الوحی نہیں بھیجی جاتی۔ الغرض اخبار بدر ۱۳ر جون میں سے جس مباہلہ کے نہ قرار پانے کا ذکر ہے۔ وہ حقیقۃ الوحی کی شرط والا مباہلہ ہے۔ مطلق مباہلہ کا انکار نہیں۔ لہذا ہم حق بجانب ہیں۔ کہ دلائل قویہ کی موجودگی میں اشتہار ۱۵ر اپریل کو دعائے مباہلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرار دیں۔

ہاں اس امر کی تشریح پہلے ہو چکی ہے۔ کہ مشیتِ ایزدی نے کیوں خاص طور پر تحریک کر کے حضرت اقدسؑ سے ۱۵ر اپریل کی دعا (دعائے مباہلہ) کروائی۔ اور کیوں مولوی صاحب کے فرار کو دیکھ کر جلد اس طریق سے ان کو پکڑا۔ اسکی اس جگہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

دوم۔ بدر ۱۳ر جون ۱۹۰۷ء کی عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت نہیں۔ بلکہ جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدر کی ذاتی عبارت ہے۔ جیسا کہ ان کے اس خط سے جو انہوں نے گذشتہ سال خاکسار کو لکھا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم بندہ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے سوال کے جواب میں اتنا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اخبار بدر مورخہ ۱۳ر جون ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ کالم نمبر اول میں جو نوٹ بعنوان "نقل خط بنام مولوی ثناء اللہ صاحب" شائع ہوا ہے یہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مطالبہ حقیقۃ الوحی کا جواب ہے۔ جو میں نے خود لکھا تھا۔ اور یہ میرے ہی الفاظ ہیں۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ نے اس کے متعلق کوئی ہدایت نہ دی تھی۔ میں نے اپنی طرف سے جواب لکھ دیا تھا۔ اس بیان کی اشاعت مناسب ہے۔ تاکہ کوئی شخص اس نوٹ کو حضرت کی طرف منسوب کر کے مغالطہ نہ دے سکے۔ والسلام المرقوم ۱۰ر دسمبر ۱۹۳۱ء

خاکسار محمد صادق سابق ایڈیٹر اخبار بدر قادیان"

یہ خط گذشتہ دسمبر میں ہی کتاب تفہیمات ربانیہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا مضمون نہایت واضح ہے۔ خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی لکھا ہے،۔

"کتاب حقیقۃ الوحی باوجود تحریری وعدے کے میرے پاس آج تک نہیں بھیجی۔ رجسٹری خط کے ذریعہ یاددہانی کی۔ تو جواب صاف آیا۔ جس پر آپ کے بے نور بدر کے ایڈیٹر نے کمال ایمانداری سے اپنا جواب تو شائع کر دیا۔ مگر میرے خط کا ذکر تک نہ کیا۔"

(مرقع قادیانی امرت سر نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۲)

پس ہر صورت میں اخبار بدر ۱۳ر جون کی عبارت جناب مفتی صاحب کے اپنے الفاظ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا وہ مفہوم لینا جو حضرت مسیح موعودؑ کی تصریحات بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اپنے بیانات کے بھی خلاف ہے۔ درست نہیں۔ اور اگر اسی مفہوم پر اصرار ہے۔ تو جب اہلحدیث کسی صحابی بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تفسیر تک کو نہیں مانتے (اہلحدیث ۲ر اکتوبر ۱۹۳۱ء) تو جماعت احمدیہ پر اس خود ساختہ مفہوم کی بنا پر کیونکر اعتراض کر سکتے ہیں۔ بہرحال مولوی صاحب کا یہ عذر بھی تار عنکبوت سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ فالحق واضح۔

اعتراض دوم:۔ دوسرا اعتراض جو اس موقعہ پر مولوی صاحب کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ کہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں لکھا ہے۔ کہ اشتہار ۱۵ر اپریل گو مباہلہ کہنا دھوکہ اور فریب ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ یہ اشتہار دعائے مباہلہ نہ تھا۔

الجواب۔ مباہلہ کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ فریقین بالمقابل بددعا کریں۔ (اہلحدیث ۱۹ر اپریل ۱۹۰۷ء) لیکن اس جگہ ۱۵ر اپریل کے اشتہار کے بعد فریقین نے بددعا نہیں کی۔ اس لئے مباہلہ نہیں ہوا۔ اور آج مولوی ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب میرے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں مجھ سے پہلے فوت ہو گئے۔ سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ کیونکہ جب مولوی صاحب نے بالمقابل بددعا ہی نہیں کی۔ بلکہ اس طریق سے ہی انکار کر دیا۔ تو مباہلہ واقع نہ ہوا۔ ہاں اشتہار ۱۵ر اپریل حضرت اقدسؑ کی طرف سے دعائے مباہلہ ضرور تھا۔ اسی فرق کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ذکر فرمایا ہے۔ ذیل میں ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایک تحریری بیان کی نقل شائع کرتے ہیں۔ جو حضور نے ۱۶ر مارچ ۱۹۳۱ء کو تحریر فرما کر حافظ محمد حسن صاحب نائب ناظم انجمن اہلحدیث لاہور کے مطالبہ پر انہیں ارسال فرمایا۔ اور وہ یہ ہے:۔

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر شہادت دیتا ہوں۔ کہ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ پر اس اعلان کے مطابق آتے۔ جو آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف ۱۹۰۷ء میں کیا تھا۔ تو وہ ضرور ہلاک ہوتے۔ اور مجھے یہ یقین ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جو میں نے مضمون لکھا تھا۔ اس میں بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے متعلق جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا تھا۔ وہ دعائے مباہلہ تھی۔ پس چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے مقابل پر دعا نہیں کی۔ بلکہ اس کے مطابق فیصلہ چاہنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ مباہلہ کی صورت میں تبدیل نہیں ہوئی۔ اور مولوی صاحب عذاب سے ایک مدت کے لئے بچ گئے۔ میری اس تحریر کے شاہد میری کتاب "صادقوں کی روشنی" کے یہ فقرات ہیں۔ "مگر جبکہ اس کے انکار مباہلہ سے وہ عذاب اور طرح بدل گیا۔ تو اس نے منسوخ شدہ فیصلہ کو پھر دہرانا شروع کر دیا۔" "نیز اگر وہ ایسا کرتا۔ تو خداوند تعالےٰ اپنی قدرت دکھاتا اور ثناء اللہ اپنی گندہ دہانیوں کا مزا چکھ لیتا۔" غرض میرا یہ ہمیشہ سے یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا دعائے مباہلہ تھی۔ لیکن بوجہ اس کے کہ مولوی صاحب نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ وہ دعا مباہلہ نہیں تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے عذاب کے طریق کو بدل دیا۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۱۶/۳/۳۱"

پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری حیلہ بھی جاتا رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور صاف کھل گیا۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی ۱۵ اپریل کے اشتہار کو دعائے مباہلہ ہی سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔

ہمارے مندرجہ بالا بیانات سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اعتراض کا بخوبی قلع قمع ہو گیا۔ جو مولوی صاحب اپنے آپ کو زندہ بتا کر پیش کیا کرتے ہیں حقیقت یہی ہے۔ کہ مولوی صاحب کی موجودہ زندگی احمدیت کا ایک نشان اور ان کے لئے باعث حسرت ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا تھا۔ کہ اسے شجر احمدیت کی کامیابی دکھائے۔ تا اسکی موت حسرت کی موت ہو۔ جو کہ دلائل کی موت کے بعد بہت بڑا عذاب ہے۔ سو اس نے اسے کافی مہلت دے کر یہ سارا نقشہ دکھا دیا۔ اے کاش کہ مولوی صاحب اب بھی نصیحت حاصل کریں۔ اور حق کو قبول کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔ ؎

مراد ما نصیحت بود گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم۔

(خاکسار ناچیز اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل)

تعزیت کے خطوط

مندرجہ ذیل خط جناب لالہ ہرنبس لال صاحب ایل ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر ایریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور کا جو میاں مشتاق احمد ایم۔ ایس۔ سی کے ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ہیں۔ ۲۴ مئی کو تعزیت کا صادر ہوا۔ جسکا میں شکریہ ادا کرتا ہوں ؎ (قاسم مغموم)

بخدمت مکرم بندہ صاحب بزرگوار میر صاحب جی۔

دست بستہ آداب۔ عزیز میر مشتاق احمد سے ان کی والدہ کے فوت ہونے کی خبر سنکر دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ روزمرہ یہی آس لگی رہتی تھی۔ کہ آج ٹھیک ہو جائیں گے۔ آج ٹھیک ہو جائیں گے۔ اچانک یہ خبر سنکر بہت افسوس ہوا۔

مجھے ایک دفعہ ہی ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان کے شیریں الفاظ اور ان کی دعا میرے کانوں میں ابھی تک سنائی دے رہی ہے۔ ایسی نیک ہستی کا ہم میں سے جدا ہو جانا کتنا بدقسمتی کا باعث ہے۔ آپ کو اور عزیز بابو مشتاق احمد صاحب کو بڑا سخت صدمہ پہنچا ہے۔ آپ کی اس بوڑھی عمر میں وہ آپ کے سکھ اور دکھ کی شریک تھیں۔ آپ کی تکالیف بہت بڑھ گئی ہیں۔ عزیز بابو مشتاق احمد کو بھی بڑا صدمہ پہنچا۔ ساری دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہے۔ جس کو وہ "ماں" کے نام سے پکار سکے۔ ماں کا سایہ ایک بیش بہا نعمت ہے۔ اس سے وہ بچارا آج محروم ہو گیا ہے۔

مگر یہ کسی انسان کے اختیار کی بات نہیں۔ خدا کے حکم سے جو تکلیف آتی ہے۔ اسکو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے بہت خدمت کی ہے۔ بہت علاج کیا ہے۔ عزیز مشتاق احمد بھی اسی دھن میں لگا رہا ہے۔ کہ کسی طرح وہ راضی ہو جائیں۔ لیکن خدا کو منظور نہیں تھا۔

اچھا آپ حوصلہ کریں۔ اور عزیز کو حوصلہ دیں۔ اسکی مرضی کے آگے ہمارا سر جھک جاتا ہے۔ زیادہ آداب۔

آپ کا تابعدار ہرنبس لال اوپل

قاضی اکمل صاحب کا رقعہ تعزیت

مکرم معظم جناب میر صاحب سلمہٗ ربہٗ۔ میرا پختہ ارادہ تھا۔ کہ کل شام حاضر ہو کر اس افسوسناک وفات کے متعلق اپنے غم و الم کا اظہار کروں۔ مگر مسوڑوں کے درد سے میں کئی دن سے تکلیف میں ہوں۔ اور اسوقت ناگاہ زیادہ ہو گئی۔ اس لئے حاضر نہ ہو سکا۔ اب بھی کچھ علم نہیں۔ کس وقت کچھ آرام آئے۔ اس لئے بذریعہ تحریر ہی حاضر ہوتا ہوں۔ مرحومہ مغفورہ بہت نیکدل ہمدرد خاتون تھیں۔ اور آپکے ساتھ تو جیسا نباہ ہوا جتنی ہمت افزائی اور حفاظت عزت و ناموس و خدمت کرتی تھیں۔ وہ ایک نمونہ ہے۔ اور اس کو یاد کر کر کے جتنا بھی[۴]

تندرستی۔ طاقت۔ قوت مردی بخشنے والی اکسیر دوا

امرت بوٹی رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا

تمام مردانہ کمزوریوں کو دور کر کے قوت مردانہ کا ایک طوفان پیدا کرنے والی زبردست اکسیر بوٹی ہے۔ چند ہی روز میں بدن میں خون کی لہریں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ دل۔ دماغ۔ جسم میں نئی قوت بخشتی ہے۔ اس کے استعمال سے جریان۔ دھانت۔ احتلام۔ سرعت کی بیماری نام کو نہیں رہتی ہے۔ اور قوت ہاضمہ ایسا مضبوط ہو جاتا ہے کہ آپ کافی مقدار میں دودھ۔ گھی۔ مکھن کھا کر ہضم کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے غلط کاری سے۔ یا کثرت مجامعت سے اپنی قوت کو ضائع کر لیا ہو۔ ان کے لئے ایک بہتر اور مفید دوائی ہے۔ اور کم قیمت بھی ہے۔ زیادہ تعریف بے فائدہ۔ آزمائش شرط ہے۔ ۱۰۰ گولی کی شیشی ۱/۸/- ۵۰ گولی کی شیشی ۱/۱/- ۲۵ گولی کی شیشی -/۱۰/- علاوہ محصول ڈاک

منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی (پنجاب)

میری محترم احمدی بہنیں!

لائیکورائن مرض لائیکوریا یعنی سیلان الرحم کے لئے ایسی مفید اور زود اثر دوائی ہے۔ جس کے چند ہی دنوں کے استعمال سے سفید اور نیلی پیلی رطوبت کا اخراج بالکل بند ہو جاتا ہے۔ وہ بہنیں جن کو اس نامراد مرض نے کمزور کر دیا ماہواری کورس باقاعدہ نہ آتے ہوں۔ یا درد سے آتے ہوں۔ چہرہ پژمردہ سا رہتا ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ رات کو نیند نہ آتی ہو۔ بھوک نہ لگتی ہو۔ حمل گر جاتا ہو۔ یا کمزور بچے پیدا ہوتے ہوں۔ تو لائیکورائن استعمال کریں۔ بہت سی بہنوں نے استعمال کر کے فائدہ اٹھایا ہی اور بڑی تعریف کی ہے۔ ایک ماہ کی مکمل خوراک ۶۰ گولی -/۱۴/۲ معہ محصول ڈاک۔ ملنے کا پتہ:۔ ایل النساء بیگم حکیم حاذق معرفت منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی

[۴] آپ رنج و الم کریں۔ معذور ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل بخشے۔ اور سوائے اسکے چارہ نہیں۔ میں الفاظ میں اس درد کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ جو مجھے فی الواقعہ ہے۔ اور اسی سے میں آپکا